قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی لتمام مکارم الاخلاق وکمال محاسن الافعال

سلسلہ اشاعت وتالیف نمبر ۲

خلق محمدی ﷺ

المرقومہ

من العبد المذنب الراجی رحمۃ اللہ العلی الصمد ابو احمد علی عفی عنہ المقیم بدروازہ شیرانوالہ لاہور

المشتہر شعبۃ التالیف والاشاعۃ الملحقہ انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

برفاہ عام سٹیم پریس زیر نگرانی میاں نور الحق صاحب زیور طبع یافت

بار اول

تعداد ۳۰۰۰

اِعلان

تینتیس ہزار رسالے مفت

برادران اسلام ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ انجمن خدام الدین کا ایک دینی مدرسہ ہے ۔ جس میں علاوہ مذہبی تعلیم کے طلبہ کو کسب بھی سکھایا جاتا ہے ۔ تاکہ طلبہ فارغ ہونے کے بعد سوائے خدا تعالیٰ کے دنیاداروں کے دست نگر نہ ہوں ۔ علاوہ اسکے مسلمانوں کی مذہبی نقطۂ نگاہ سے معاشرتی و اخلاقی اصلاح کے لئے مندرجہ ذیل رسائل بتعداد ذیل مفت شائع کر چکی ہے ۔ ان رسائل پر مستند و محقق علماء کرام کے دستخط بھی ہیں ۔ اور بفضلہ تعالیٰ یہ رسائل مختلف صوبہ جات ہند میں تقسیم ہوتے رہے ہیں ۔ لہٰذا جو لوگ اس مبارک خدمت میں حصّہ لیکر عند اللہ ماجور ہونا چاہیں وہ ناظم انجمن خدام الدین کے نام پر ہر طرح خط و کتابت یا ارسال زرِ اعانت فرما سکتے ہیں ۔

تفصیل رسالہ جات	تعداد اشاعت
(۱) تذکرۃ الرسوم الاسلامیہ (چہار مرتبہ)	۹۰۰۰
(۲) شہادۃ النجار یہ علی حرمۃ المزامیر (دو مرتبہ)	۵۰۰۰
(۳) اسلام میں نکاح بیوگان	۲۰۰۰
(۴) احکام شب براءت	۴۰۰۰
(۵) اصلی حنفیت	۱۰۰۰
(۶) خلق محمدی	۳۰۰۰
میزان کل	۳۳۰۰۰

نوٹ نمبر ۱ ۔ ایک رسالہ بنام ضرورت القرآن بھی شائع ہوا ہے ۔ جس کی قیمت ۲ ؍ ہے ۔ بیرونی اصحاب کو ۲ ؍ کے ٹکٹ آنے پر بذریعہ ڈاک بھیجا جا سکتا ہے ۔ جو صاحب انجمن کے تمام رسالے شائع شدہ منگوانا چاہیں تو ۳ ؍ کے ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتے ہیں ۔

نوٹ نمبر ۲ سوائے ضرورۃ القرآن کے باقی رسائل فقط ۱ ؍ کے ٹکٹ صرف ڈاک آنے پر مفت بھیجے جا سکتے ہیں ۔ اور اگر ضرورۃ القرآن بھی منگوانا ہو تو پھر ۳ ؍ کے ٹکٹ ارسال کئے جائیں ۔

المعلن

احمد علی ۔ ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

ذریعۂ نجاتِ مسلم

اے نبی الثقلین سید الکونین خاتم الانبیاء رحمۃ للعٰلمین (صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم) کی پیاری اُمت تمہیں خبر بھی ہے کہ تمہاری نجات کس چیز پر موقوف ہے؟ تمہاری نجات اتباع سید المرسلین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔

اِتباعِ محمدیؐ کا صحیح مطلب

اتباع سے مراد یہ ہے کہ اخلاق وعادات۔ معاملات لین دین۔ نکاح و طلاق۔ شادی وغمی۔ نشست وبرخاست۔ خوراک وپوشاک غرضیکہ اپنی زندگی کے ہر کام میں ہر قدم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نمونہ کو سامنے رکھیں۔ اور آپ ہی کے نقشِ قدم پر چلیں۔

رسالہ خلقِ محمدیؐ کا مقصد

اُمّتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے خادمانِ دین کا فرض ہے کہ ہر وقت اُمّت کو جس چیز کی ضرورت ہو وُہ خزانہ محمدیہؐ (کتاب اللہ تعالےٰ و سُنّتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے نکال کر اس کے سامنے پیش کر دیں تاکہ لوگ دُنیاوی مصیبتوں سے بچ جائیں۔ اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی سے نجات پا سکیں۔ آج مسلمانوں کی آپس میں ناچاقی۔ تکفیر بازی۔ عیب جوئی۔ طعن و تشنیع۔ تحقیر و تذلیل کو دیکھ کر ہر سلیم الفطرت دردِ دل رکھنے والے مسلمان کا دِل کباب ہوتا ہے۔ خدا جانے کہ عالمِ ارواح میں جس وقت یہ حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوتے ہونگے تو آپ کے قلب مُبارک پر موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی تباہی و بربادی و بد اخلاقی کا کتنا صدمہ ہوتا ہوگا۔ یہ ناچاقیاں اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا پتہ دیتی ہیں۔ کیونکہ جب کسی قوم سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوتا ہے تو بعض اوقات اس کے افراد میں تفرقہ اور اختلاف کے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ اس رسالہ "خلق محمدی" کی غرض یہی ہے کہ مسلمانوں کے سامنے اسوۂ حسنہ محمدیؐ پیش کیا جائے۔ تاکہ ان کو معلوم ہو جائے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس خلق عمیم سے لوگوں کے ساتھ برتاؤ کیا۔ اور وہ اس پاک سُنّتِ نبویؐ پر عمل کر کے موجودہ عذاب تفرقہ سے نجات

پائیں۔ ولاحول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔

برادران اسلام! جس نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہم اُمّت اور جانشین کہلاتے ہیں۔ اُس کے حق میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما ارسلنٰک الّا رحمۃ للعٰلمین (ترجمہ) "اور سوائے اس کے نہیں کہ ہم نے تمہیں (اے نبی) سارے جہان والوں کے لئے رحمت بناکر بھیجا ہے۔" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرد بشر کیلئے ابرِ رحمت بن کر ہی تشریف لائے ہیں۔

ہمارا دعوےٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسعود واقعی رحمت تھا۔ کیونکہ حلقہ بگوشانِ اسلام تو بجائے خود رہے۔ دشمنانِ اسلام جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے پیاسے۔ توحید کے جانی دشمن اور قرآنِ پاک کی تعلیم کو دنیا سے نیست و نابود کرنے کے لئے سر بکف تھے۔ ان پر بھی ابرِ رحمتِ محمدی ایسا برس رہا تھا جیسے ایک فطری مشفق باپ یا مجسم رحم ماں کا دل اپنے بیٹے کی نالائقی پر تڑپتا ہے۔ کہ ہائے یہ کیوں نہیں لائق بنتا۔ یہ بُری عادتوں سے باز کیوں نہیں آتا۔ دشمنانِ اسلام کے متعلق آپ کے دل کی بیتابی کا اعلان خدائے قدوس ذوالجلال والاکرام اپنی کتاب پاک کی سورہ کہف کے پہلے رکوع میں فرما رہے ہیں۔ فلعلک باخع نفسک علیٰ اٰثارھم ان لم یؤمنوا بھٰذا الحدیث اسفا (ترجمہ) "اگر وہ لوگ (یعنی کفار مکہ معظمہ مثلاً ابوجہل۔ ابولہب وغیرہ کیونکہ یہ سورہ مکی ہے) اس قرآن مجید

پر ایمان نہیں لائے۔ تو پھر شاید تو (اے نبی!) اس غم میں ان کے پیچھے پڑ کر اپنے آپکو ہلاک کرنے والا ہے۔" باقی رہا سوال جہاد کہ پھر کافروں سے لڑائی کیوں کی گئی۔ تو وہ بھی دراصل خلقِ خدا تعالےٰ پر رحمت ہی تھی۔ جس کی تفصیل آگے "کافر محارب" کے زیرِ عنوان آرہی ہے۔

ہر مسلم جذباتِ محمدیہ کی حفاظت کا ذمہ دار ہے

برادرانِ عزیز! امت اپنے نبی کی ہر بات کی حفاظت کی ذمہ دار ہُوا کرتی ہے۔ اگر وہ اپنے نبی کے جذبات و حیات علم و عمل۔ زہد و تقویٰ کی عملی علمبردار نہیں ہے تو وہ دُنیا میں تو خیر۔ لیکن دربارِ الٰہی میں اس نبی کی اُمت کہلانے کی مستحق نہیں ہُوا کرتی۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی اصطلاح میں ایسے بیہودہ لوگوں کو "گدھا" کہا جاتا ہے۔ جس کی پیٹھ پر دفتر لدے ہُوئے ہوں۔ سورۂ جمعہ میں یہود کے حق میں ہے۔ کہ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا ہ بئس مثل القوم الذین کذبوا بآیٰت اللہ واللہ لا یھدی القوم الظٰلمین۔ (ترجمہ) "جن لوگوں کو توراۃ اٹھوائی گئی پھر اُنھوں نے توراۃ کو نہیں اُٹھایا (یعنی اس پر عمل نہیں کیا) ان کی مثال گدھے کی سی ہے۔ جو کہ دفتر اُٹھائے ہُوئے ہے جن لوگوں نے اللہ تعالےٰ کے احکام کو جھٹلایا ان کی مثال بُری ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ظالموں کی رہنمائی نہیں کرتا۔"

لوگوں کی قسمیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فدیتہ بابی وامی) کے گردونواح میں چار قسم کے لوگ تھے۔

۱- **کافر محارب** (جو اسلام کو دُنیا سے مٹانے کی خاطر آپ سے جنگ کیا کرتے تھے یا جنگ کرنے والوں کو مدد دیتے تھے)

۲- **کافر غیر محارب** (جو اسلام کے دشمن تو ویسے ہی تھے لیکن جنگ میں کسی قسم کا حصہ نہ لیتے تھے)

۳- **منافق** (جو لوگ بظاہر اسلام کے موافق اور دل میں کفار کی طرح پورے دشمن تھے)

۴- **مؤمن** (جو لوگ اسلام کی بہبودی کے لیے اپنی ہمان۔ مال۔ اولاد۔ عزّت۔ جائداد۔ وطن قربان کر دینا اپنا فخر سمجھتے تھے)

ان چار قسموں کے لوگوں سے آپ کا برتاؤ کیا تھا۔ اس کی تفصیل آگے پیش کی جاتی ہے۔ ہر محمدی (یعنی مسلمان) کا فرض ہے کہ اخلاق محمدی کا مجسم نمونہ بنے تاکہ اس کا وجود لوگوں کے لیے بجائے زحمت کے رحمت الٰہی ثابت ہو۔ اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ واجعل آخرتنا خیراً من الاولیٰ۔

کافر محارب

قولہ تعالےٰ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین (ترجمہ) " اللہ تعالےٰ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو۔ جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور حد سے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ تعالےٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا "

قولہ تعالےٰ۔ انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئٰک ھم الظلمون۔ (ترجمہ) سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالےٰ تمہیں ان لوگوں کی دوستی سے روکتا ہے۔ جو تم سے دین کے معاملہ میں لڑتے ہیں۔ اور تمہیں اپنے گھروں سے جنہوں نے نکالا ہے۔ اور تمہارے نکالنے پر مدد دی ہے۔ اور جو ایسے لوگوں سے دوستی رکھیں گے تو وہ ظالم و بے انصاف ہوں گے۔ "

اصلی بادشاہ اللہ تعالےٰ ہے

دُنیا کی سب قومیں اس بات کو تسلیم کرتی ہیں کہ اس سارے جہان کا بنانے اور چلانے والا ایک خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ اور

جو بنانے اور چلانے والا ہے۔ اصلی بادشاہ بھی وہی ہے۔ اور بادشاہت فقط اُسی کی شان کے شایاں ہے۔ اور تمام انسان خدا تعالیٰ کے حقیقۃً غلام ہیں، یا یوں سمجھ لیجئے کہ اس سچّے بادشاہ کی سب رعایا ہیں۔

رعایا کی دو قسمیں

اس بادشاہِ حقیقی کی رعایا کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وفادار جن کو مومن کہا جاتا ہے۔ دوسرے باغی جن کو کافر کا لقب دیا جاتا ہے۔

سیاسی نقطۂ نگاہ سے انبیاء علیہم السلام کا فرضِ اصلی

انبیاء علیہم السلام اس شاہنشاہِ حقیقی ذوالجلال والاکرام کی وفادار رعایا (مؤمنین) کی جان مال اور عزّت کی حفاظت کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اور مخالفین و باغیوں (فاسق و کافر) کو سمجھا بجھا کر قانونِ شاہنشاہی کے حلقہ بگوش بنانے کی کوشش کرنا۔ اُن کا فرض ہوتا ہے۔ مملکتِ الٰہی میں امن قائم کرنے کے وہ کفیل ہوتے ہیں۔

بدامنی دُور کرنے کے لئے جہاد

گزشتہ سطور میں عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ امن قائم کرنا انبیاء علیہم السلام کا

فرض ہے۔ اسکے بعد ہر عقلمند (خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی۔ ترکی ہو یا عربی چینی ہو یا جاپانی۔ ہندی ہو یا افغانی) سمجھ سکتا ہے کہ امن قائم کرنیوالوں کو بعض اوقات دقتیں پیش آتی ہیں۔ کیونکہ بعض سرکش نرمی سے اطاعت قبول نہیں کرتے۔ اور اپنی شکم پروری عیاشی۔ جاہ طلبی کے لئے ہمیشہ امن پسند رعایا پر حملے کرتے رہتے ہیں۔ باوجود سمجھانے بُجھانے کے اپنی درندگی سے باز نہیں آتے۔ ایسے وقت میں ایک منصف مزاج امن پسند رحیم الطبع۔ دردِ دل رکھنے والے بادشاہ اور اس کے نائب کا فرضِ اولین یہ ہے کہ اپنی محافظ ملک و ملت سپاہ کو بھیجے اور انہیں حکم دے کہ فاقتلوھم حیث وجدتموھم (ترجمہ) "پس جہاں کہیں باغیوں کو پاؤ وہیں قتل کردو۔"

اور یہ حکم سراسر رحمت و شفقت پر مبنی ہوگا۔ تاکہ امن پسند رعایا چین سے زندگی بسر کرسکے۔ اور ڈاکو اپنی بدامنی سے باز آکر امن پسند رعایا بن جائیں۔ ورنہ انکی ناپاک ہستیوں سے سطح زمین کو پاک کردیا جائے۔ اصطلاح اسلامی میں اسی چیز کا نام "جہاد" ہے کہ اپنے قومی مفاد کے حفظ و بقا۔ اور امن پسند رعایا کی جان و مال اور عزت کے بچانے میں فوجِ محمدی (جس کا ہر مسلمان سپاہی ہے) اپنی جانیں پیش کرے۔

جہاد ہر قوم میں موجود ہے

ہر قوم اپنے مفاد ملکی و ملی کی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۱۴ء کی جنگِ عظیم کے متعلق جس سے پوچھو فرانس ہو یا برطانیہ۔ جرمنی ہو یا رومانیہ۔ روس ہو یا ٹرکی بلجیم ہو یا امریکہ ہر ایک یہی کہیگا کہ ہم اپنے بقاء کی خاطر میدان جنگ میں کودے

تھے۔ بس اسی چیز کا نام جہاد ہے۔ جسکی دُنیا کی ہر ایک عقلمند قوم قائل ہے۔

جہادِ مسلم اور غیر مسلم کا امتیازی نشان

غیر مسلم تو بس اپنی ہوس مُلک گیری میں بعض اوقات بلا امتیاز خون کی ندیاں بہا دیتی ہے۔ ہر مرد و عورت۔ ہر بچّہ و بوڑھے پر تیغ بے نیام چلا دیتی ہیں۔ چنانچہ حال کا واقعہ دمشق اس درندگی کا ثبوتِ بیّن ہے۔ جس میں فرانسیسیوں نے بے گناہ شہری آبادی پر گولہ باری کی اور پچیس ہزار سے زائد امن پسند شہری آبادی کو مع ان کے در و دیوار کے پیوندِ زمین کر دیا۔ بخلاف اسلام کے کہ اسلام اپنی شیر دل کوہ و دشت و دریا کو یکساں سمجھنے والی اَن تھک اور اَن ٹل فوج کو حکم دیتا ہے کہ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین

(ترجمہ) اور لڑو اُن لوگوں سے جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور حد سے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ تعالےٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔" یعنی اپنے مقابلہ میں آنے والوں سے لڑو۔ اور بیگناہ و بے پناہ آبادی (جو عورتوں بچّوں اور بوڑھوں پر مشتمل ہے) پر ہاتھ مت بڑھاؤ۔ ورنہ خدا تعالےٰ تم سے ناراض ہو جائیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جہاد پیغام رحمت تھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جہاد بلند کرنا عین رحمت الٰہی تھا۔ ورنہ آپ کی مکّہ معظمہ کی تیرہ سالہ خاموشی میں یہانتک تو نوبت پہنچ چکی تھی۔ کہ ہر توحید پرست خدا تعالےٰ کا نام لینے والے کی جان اور مال خطرے میں تھا۔ بلکہ کفّار بے تحاشا نڈر

ہو کر محض توحید پرستی کے جرم میں مسلمانوں کو قتل کر دیا کرتے تھے۔ اور یہاں تک وہ
بیحیائی پر آمادہ ہو گئے تھے کہ بعض مسلمان عورتوں کو شرمگاہ میں نیزے مار کر
شہید کر دیا۔ اب ہر عقلمند سے یہ سوال کیا جا سکتا ہے۔ خواہ وہ عیسائی ہو یا
مسلم وغیرہ کہ کیا ایسے مظلوموں کی حفاظت کے لئے تلوار کا نیام سے نکالنا
عین رحمت نہیں تھا۔ کیا کوئی دردِ دل رکھنے والا انسان اس ظلم کو برداشت
کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ لہٰذا ثابت ہو گیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد
عقل کے بالکل مطابق۔ امن قائم کرنے اور مظلومین کی دادرسی کے لئے سراسر رحمت تھا

تنبیہ ضروری

سیّد المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جہاد فقط میدانِ مقابلہ میں آنے والے کفار کے ساتھ کیا ہے۔ اور وہ بھی
سخت مجبور ہو کر۔ کیونکہ ان کفار کو بھی پہلے ٹھنڈے دل کے ساتھ تبلیغ کی جاتی تھی
تاکہ وہ لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو کر خدائے تعالےٰ کے فرمانبردار بن جائیں۔ اگر وہ
دائرۂ اسلام میں داخل نہ ہوتے تو پھر اُنہیں موقع دیا جاتا کہ وہ اپنے ملک میں اپنے
ہی مذہب پر قائم رہتے ہوئے اسلام کی عظمت کو مان لیں۔ جو اُن کا جی چاہے
کریں لیکن تعلقاتِ سیاسی میں وہ اسلام کے زیرِ سایہ رہیں۔ اگر وہ لوگ اس
پُرامن معاہدے پر بھی آمادہ نہ ہوتے تو اُن سے جنگ کی جاتی۔ کیونکہ مذکور الصدر
دو رعایتوں سے انکار کے بعد سوائے کھلم کھلا جنگ و دل آزاری کے اور کوئی

صورت نظر نہیں آتی - ورنہ ان کے علاوہ باقی تینوں قسم (کافر غیر محارب ۔منافق ۔مومن) کے لوگونکے ساتھ آپ سراسر شفقت اور رحمت سے پیش آتے رہے۔

افسوس! صد افسوس!! کہ بانی مذہب اسلام سید المرسلین شفیع المذنبین کا جو سلوک رحمت اس زمانہ کے کفار کے ساتھ تھا۔ کفار تو بجائے خود رہے۔ آج وہ سلوک ہمارے ہندوستان کے متعصب و متشدد علماء سوء اور نام نہاد صوفی (علماء ربانی اور سچے صوفیائے کرام اس سے مستثنےٰ ہیں) توحید پرست، رسالت کے قائل، حشر و نشر وغیرہ چیزوں پر ایمان رکھنے والے مسلمانوں سے بھی روا نہیں رکھتے۔ بارگاہ ایزدی میں بصد عجز دُعا ہے کہ اے خدا! تو ہم مسلمانوں کو بالخصوص ہمارے علماؤ زہاد کو قلب محمدی عطا فرما۔ اُن کے سینوں کو نور محمدی (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) سے بھر دے۔ آمین یارب العٰلمین

کافر غیر محارب (نہ جنگ کرنے والا)

قولہٗ تعالےٰ۔ لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین ۔ (ترجمہ) "اللہ تعالےٰ تمہیں ان لوگوں سے حسن سلوک اور عدل کا برتاؤ کرنے سے نہیں روکتا۔ جو تم سے دین کے معاملہ میں نہیں لڑے۔ اور جنہوں نے تمہیں اپنے گھروں سے بھی نہیں نکالا بیشک اللہ تعالےٰ عدل و انصاف کرنیوالوں کو پسند فرماتا ہے۔"

قولہٗ تعالےٰ۔ وان جاھداک علیٰ ان تشرک بی مالیس لک بہ

علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا (ترجمہ) اور اگر وہ والدین میرے ساتھ ایسی چیزوں کے شریک کرنے میں تمہیں مجبور کریں۔ جن کی شرکت کا تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں تو ان کی فرمانبرداری نہ کرو۔ اور دُنیاداری کے معاملات میں ان سے اچھی طرح پیش آؤ۔

حدیث اوّل

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک کافر مہمان ہُوا۔ آپ نے اس کے لئے حکم دیا کہ بکری کا دُودھ دُہ کر اُسے پلایا جائے۔ ایک بکری کا دُودھ اُسے دیا گیا۔ وہ پی گیا پھر دوسری بکری دُہ کر اُسے دُودھ پلایا گیا۔ پھر تیسری بکری دُہ کر یہانتک کہ سات بکریوں کا دُودھ وہ پی گیا۔ پھر دوسرے دن وہ کافر مسلمان ہوگیا۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک و اخلاق حمیدہ کو دیکھ کر حلقۂ خدام میں داخل ہونے کو باعث فخر سمجھا) پھر آپ نے اُسے بکری کا دودھ پلانے کا حکم دیا۔ الخ

حدیث دوم

اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں۔ میرے ہاں میری ماں آئی اور وہ مشرک تھی۔ اس وقت آئی جبکہ مکّہ معظّمہ پر کفار قریش کا قبضہ تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میری ماں میرے ہاں آئی ہے۔ اور وہ اسلام سے متنفر ہے کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں اس سے صلہ رحمی کا حق ادا کرو

قرآن مجید کی تعلیم اور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طرزِ عمل سے واضح ہوگیا کہ آپ کفارِ غیر محارب کے ساتھ ایسا تشدّد روا نہیں رکھتے تھے کہ پاس آئیں تو بیٹھنے نہ دیں یا دھکے دیکر نکلوا دیں۔ بلکہ اس دربار میں تو یہ تعلیم تھی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ کہ وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتیٰ یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مأمنہ (ترجمہ) اگر کوئی ایک مشرکوں میں سے آپ سے پناہ مانگے۔ تب اُسے پناہ دیدے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کی کلام سُنے۔ پھر اُسے اپنے امن کی جگہ پر پہنچا دو۔

سبق عبرت

برادرانِ اسلام! دیکھو۔ دربارِ محمدی کس درجہ کا رحیمانہ ہے گویا ع

درِ فیضِ محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے۔ شفقت و رحمت کا ایک دریا بہ رہا ہے کہ جو آئے اس سے فیض اُٹھائے۔ چاہے تو چشمۂ آبحیات سے زندگی پائے۔ ورنہ خاموش جانا چاہے تو کوئی دار و گیر نہیں۔ مسلمان بھائیو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا میں ظاہر ہونے کے بعد تو دربارِ الٰہی میں عزت پانے کے لئے جامۂ محمدی کا زیبِ تن ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ وُہی پہنو گے تو وہاں جگہ ملیگی۔ ورنہ ذلیل کر کے ہٹا دیئے جاؤ گے۔ بسمعے قولہ تعالےٰ۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ (ترجمہ) کہدے (اے رسولؐ!) اگر تم اللہ تعالےٰ سے محبت (کا دعوےٰ) کرتے ہو تو میرا اتباع کرو۔ (اگر ایسا کرو گے تو) اللہ تعالےٰ (بھی) تم سے محبت کریگا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

منافقین کے ساتھ سلوکِ محمدیؐ

منافق وہ لوگ تھے جو بظاہر اسلام کے موافق لیکن دل میں اس سے پوری عداوت رکھتے تھے۔ چنانچہ قرآنِ پاک میں ہے کہ وما تخفی صدورھم اکبر (ترجمہ) (ظاہر والی عداوت کے علاوہ) لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک شریفانہ مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ ہو کہ

(۱) مالِ غنیمت (جو کہ مخلص صحابہ کرامؓ کے خون بہانے کا صلہ ہوتا تھا) میں سے دوسرے مسلمانوں کی طرح انہیں برابر حصہ ملتا تھا (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے روکا نہیں جاتا تھا (۳) مسجدِ نبویؐ میں نماز پڑھنے سے انہیں منع نہیں کیا جاتا تھا۔ (۴) پند و نصائح نبویہ میں انہیں شریک ہونے کا اختیار تھا (۵) دوسرے مسلمانوں کی طرح ان کی جان، مال اور عزت کی پوری حفاظت کی جاتی تھی (۶) معاشرتی حقوق میں ان سے کسی قسم کا قطع تعلق نہیں کیا گیا تھا (۷) رحمۃ للعلمین کا دریائے رحمت تو یہاں تک وسیع تھا کہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کا جنازہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا (بعد میں اللہ تعالےٰ نے اس پر اظہار ناراضگی بھی فرمایا کہ ایسے بے ایمانوں کا جنازہ نہ پڑھایا کیجئے) (۸) عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین (جو کہ ساری عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن رہا) جب مرتا ہے تو آپ اپنا پیراہن مبارک اتار کر اسے کفن دیتے ہیں۔ اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالتے ہیں۔ شاید اس خیال سے کہ اس کی برکت سے اس سے عذاب کسی قدر ٹل جائے (۹) جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے قرآنِ پاک میں اعلان ہوا کہ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ ان منافقوں کے لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگیں

تو بھی اللہ تعالےٰ انہیں ہرگز نہ بخشیگا۔ تب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے یہ توقع ہوتی کہ اللہ تعالےٰ میرے ستّر دفعہ سے زیادہ بخشش مانگنے سے انہیں بخش دیگا، تو میں اُن کے لئے بخشش مانگتا۔

عبرت

برادرانِ اسلام! ہم اس رحمۃ للعلمین کی اُمت یعنی مجسم جانشین ہونے کے دعویدار ہیں جس کے اخلاق حمیدہ و پاکیزہ کا نمونہ سابقہ سطور میں ملاحظہ سے گزر چکا ہے۔ دیکھئے کہ آپ کا سلوک ان لوگوں سے کیا ہے جو کہ زبان سے فقط حلقہ بگوشِ اسلام ہونیکے قائل ہیں۔ حالانکہ حضور پُرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یقیناً معلوم ہے کہ یہ لوگ دل میں اسلام کے پورے بدخواہ ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مسلمانوں سے سلوک
مسلمان کسے کہتے ہیں

آجکل اسلام کے مختلف معیار ہیں۔ ہر شہر والوں کے ہاں الگ معیار ہے۔ اس لئے پہلے اسلام محمدی کا معیار بتلاتا ہوں۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ یا محمد اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ[علہ] و تقیم الصلوٰۃ و تؤتی الزکوٰۃ و تصوم رمضان و تحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا انتھی ملخصاً رواہ البخاری و مسلم (ترجمہ) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

علہ مرزائی صاحبان سے ہمیں اس لئے اختلاف ہے۔ کہ وہ آپکی رسالہ تامہ نہیں مانتے ۱۲۔

مجھے اسلام کا پتہ دو۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے۔ کہ تو اس بات کی گواہی دے۔ کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کا رسول ہے۔ اور یہ کہ تو نماز پڑھے۔ اور زکوٰۃ دے۔ اور روزہ رکھے۔ اور اگر تمہیں بیت اللہ کو جانے کی توفیق ہو تو حج کرے۔ انتہی۔

مسلمان سے دل میں بدگمانی رکھنا جرم ہے

قولہ تعالےٰ۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ؛

(ترجمہ) اے مسلمانو زیادہ بدگمانی سے پرہیز کرو (یعنی بدگمانی بہت نہ کیا کرو) بیشک بعض بدگمانیں (یقیناً) گناہ ہیں

مسلمانوں کی غیبت کرنا گناہ ہے

غیبت کے معنی حدیث شریف میں آتے ہیں کہ کسی کی پس پشت وہ بات کہی جائے جس کے روبرو کہنے سے اس شخص کی دل آزاری ہو۔ خواہ وہ غلطی اس شخص میں موجود بھی ہو۔ تو بھی پس پشت ذکر کرنا حرام ہے۔

قرآن شریف میں ہے۔ ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ الاٰیۃ (ترجمہ) بعضے تمہارے بعض کی غیبت نہ کریں آیا ایک تمہارا اس بات کو پسند کرتا ہے۔ کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ پس تم (یقیناً) اس بات کو ناپسند کرو گے۔

مسلمانوں کو گالی دینا گناہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ سباب المسلم فسوق (ترجمہ) مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے۔

مسلمان پر غصہ میں آکر ہتھیار سے اشارہ کرنا حرام ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ من حمل علینا السلاح فلیس منّا۔ (ترجمہ) جس شخص نے ہم پر ہتھیار اٹھایا پس وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

مسلمان سے لڑنا کفر ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ وقتالہ (ای المسلم) کفر۔ (ترجمہ) مسلمان سے جنگ کرنا کفر ہے۔

پکّے مسلمان کا معیار محمّدیؐ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (ترجمہ) مسلمان وہ شخص ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان ہر طرح سے محفوظ رہیں۔

ضروری عرضداشت

برادران اسلام عموماً اور بالخصوص علمار کرام کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے۔ خدا کے لئے خدائے قدوس ذوالجلال والاکرام کی مخلوق پر رحم کرو۔ اور ان کی خواہ مخواہ تکفیر نہ کرو۔ اور اس شخص کو مسلمان سمجھو۔ جس کو سید المرسلین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) مسلمان سمجھتے ہیں۔ جس کا معیار ابھی زیر عنوان "مسلمان کسے کہتے ہیں" عرض کر چکا ہوں۔ اور ہر محمدی کی جان مال عزت کی حفاظت اپنا فرض سمجھو۔ بلکہ اپنے اخلاق کو خلق محمدیؐ کا نمونہ بناؤ۔ تاکہ خلق خدا تعالےٰ

ہمارے اخلاقِ حمیدہ کی گرویدہ ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہو۔ اور ہم اس مبارک خدمت کے بجالاتے ہی دُنیا سے رخصت ہوں۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وما توفیقنا الّا باللہ العلی العظیم۔

تصدیقہائے علماء

(۱) خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ بالکل آیات اور احادیث صحیحہ کے مطابق ہے۔ ہر ایک مسلم کا فرض ہے۔ کہ اس کی پیروی کر کے سعادت دارین کا کاسب بنے۔

(حضرت مولانا مولوی) نجم الدین (صاحب) (صدر مدرس اورینٹل کالج لاہور)

(۲) اس مختصر مگر پُر مغز رسالے کو میں نے اول سے آخر تک دیکھا۔ خدا تعالےٰ مصنف علام کو جزائے خیر دے۔ کہ سچے مسلم کے لئے راہِ عمل کو نہایت صاف اور سادہ الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے۔ خدا تعالےٰ ہر مسلم کو اس کے پڑھنے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(مولانا مولوی) نور الحق (صاحب) پروفیسر اورینٹل کالج لاہور ۱۸۔ دسمبر ۱۹۲۵ء

(۳) میں نے اس رسالہ کا مطالعہ کیا۔ آیات قرآنِ حکیم و احادیث نبی رؤف و رحیم علیہ وآلہ التحیۃ والتسلیم سے خلق محمدی کا نہایت عمدہ نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو توفیق دے۔ کہ اس کے مضمون کو اپنا حرزِ جان بنائے۔ وما توفیقی الّا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

العبد العاجز (مولانا مولوی) ابو محمد احمد عفی عنہٗ امام مسجد صوفی لاہور۔

(۴) یہ رسالہ جس طرز و طریق پر صاحب تصنیف نے تیار کیا ہے۔ واقعی صحیح نمونہ اخلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(مولانا مولوی) محمد صادق صاحب مسجد پٹولیاں لوہار منڈی (لاہور)

(۵) بیشک یہ رسالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ کا صحیح نمونہ ہے۔ اس لئے تمام امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چاہئے۔ کہ اس پر عمل پیرا ہوکر نجات دارین حاصل کریں۔ فقط

العبد الضعیف الراجی الی اللہ اللطیف الخبیر (مولانا مولوی) عبد العزیز صاحب مدرس شاہی مسجد لاہور

(۶) رسالہ ہذا میں اخلاق رسالت کا جو دلکش اور روح پرور منظر انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ دکھلایا گیا ہے۔ اس کے متعلق ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی ہر نقل و حرکت کو اس مسلک نبوی کا تابع بنائے۔ تاکہ دارین میں رضاء الٰہی کا بیش بہا تمغہ حاصل کر سکے۔ اور مصنف علام کا بھی اس پُر آشوب وقت میں عین موقعہ پر اس صداء حق بلند کرنے کا صلہ پورا ہو سکے۔ رسالہ مذکور اصول روایت و درایت کے عین مطابق ہے۔

احقر (مولانا مولوی) شمس الحق (صاحب) عفی عنہٗ۔ مدرس اوّل مدرسہ قاسم العلوم لاہور

اطلاع:۔ میاں محمد علی صاحب ولد علی بخش صاحب ہوشیار پوری نے اپنے صرف پر شعبہ اشاعت و تالیف سے ایک ہزار رسالہ خلق محمدی لیکر شائع کیا۔